حلف بالیمین کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور

کیا مدعی کا دعویٰ ایک گواہ اور ایک قسم سے ثابت ہو سکتا ہے ؟

کیا مدعی ایک گواہ اور ایک قسم سے اپنا دعویٰ ثابت کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اس سلسلے میں احادیث کے مختلف ہونے سے آئمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف ہوا ہے ۔

آئمہ ثلاثہ کا موقف اس مسئلہ میں آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی ، امام مالک اور امام احمد کا یہی مسلک ہے ، کہ اگر مدعی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں صرف ایک گواہ پیش کر سکے تو اس (مدعی) سے دوسرے گواہ کے عوض ایک قسم لے لی جائے اور اس قسم کو ایک گواہ کا قائمقام قرار دیکر اس کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے ، ان آئمہ کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے بسند ابن عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا ، اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بیمین وشاهد (رواہ مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ صادر فرمایا ،

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا موقف لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کا موقف یہ ہے کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے ، بلکہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے ، اور امام صاحب کے فقہی اُصولوں میں سے ایک اصل وقاعدہ یہ ہے کہ آپ قرآن کریم سے ثابت شدہ امر کو حدیث یعنی خبر واحد سے مقدم رکھتے ہیں اور امام صاحب کے نزدیک چونکہ دو گواہوں کا ہونا قرآن سے ثابت

ہے اس لیے محض خبر واحد سے قرآن کے حکم کو نظر انداز و منسوخ نہیں کیا جا سکتا تو چونکہ قرآن کے حکم کو خبر واحد کے ذریعہ منسوخ کرنا جائز نہیں ہے اس لیے اس روایت کی بنا پر ایسے کسی مسلک کی بنیاد صحیح نہیں ہو سکتی جو قرآن کے حکم کے منافی ہو۔

قرآن سے دو گواہوں کا ضروری ہونا

قرآن و سنت سے یہ مسئلہ روشن طور پر ثابت ہے کہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مدعی گواہ لائے۔ اگر مدعی دو گواہ لانے سے عاجز و قاصر رہے اور مدعا علیہ اسکے دعویٰ کا انکار کرے اور مدعی مدعا علیہ سے قسم کا مطالبہ کرے تو مدعا علیہ پر قسم کھانا ضروری ہے نہ کہ مدعی پر۔ اس سلسلے میں ہم وہ آیات لاتے ہیں جن سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے پھر وہ احادیث لائیں گے جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی اس کے بعد اس سلسلے میں اقوالِ آئمہ لائیں گے۔ انشاء اللہ زیر بحث مسئلہ خوب واضح ہو جائے گا۔

آیت نمبر ١

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واستشهدوا شهيدين من رجالكم (البقرة آیت ٢٨٢)

اور دو گواہ لاؤ تم اپنے مردوں سے۔

اور جن نسوانی امور میں مرد مطلع نہیں ہوتے مثلاً ولادت، بکارۃ اور عورتوں کے عیوب، ان امور میں صرف عورتوں کی گواہی کے جائز ہونے پر آئمہ کا اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ایسے امور میں ایک عورت کی گواہی قبول کی جائے گی یا نہیں تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے معاملات میں ایک آزاد، مسلمہ، عادلہ، عورت کی گواہی کافی ہے اور دو عورتوں کا ہونا اولیٰ ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چار عورتوں کی گواہی ضروری ہے کیونکہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے قائم مقام ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے،" واجمعوا على انه يجوز شهادة النساء وحدهن فيما لا يطلع عليه الرجال كالولادة والبكارة و عيوب النساء ثم اختلفوا فقال ابو حنيفة يكفي هناك شهادة امرءة

واحدة حرة مسلمة عادلة وثنتان احوط وقال مالك لابد من ثنتين وقال الشافعي لابد من اربع لانه اقيمت شهادة امرأتين مقام رجل واحد[1]

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ مدعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کیلیے دو گواہ لائے۔

آیت نمبر ۲

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واشهدوا ذوی عدل منکم۔ (الطلاق آیت ۲)

اور تم اپنے سے دو عادل گواہ لاؤ۔

مذکورہ آیت سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مدعی پر دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے دو گواہ لانا ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گواہوں کا عادل ہونا بھی ضروری ہے۔

آیت نمبر ۳

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم۔ (البقرۃ آیت ۱۱۱)

یہ ان کی آرزوئیں ہیں تم فرماؤ اپنی دلیل لاؤ۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعی پر دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا ضروری ہے کیونکہ امانی امنیۃ کی جمع ہے اور امنیۃ تمنی سے ماخوذ ہے اور تمنی کا معنی ہے خواہش و آرزو کرنا، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

ای شهواتهم الباطلة (جلالین ج۔ ۱ ص ۱۷۹) یعنی ان کی باطل خواہشات اور مدعی بھی آرزو کرنے والا ہے تو وہ بھی دلیل کا محتاج ہوگا اور مدعی کے لیے حجت و دلیل گواہ ہی ہیں۔

---

[1] تفسیر مظہری ج۔ ۲ ص ۴۲۶

چنانچہ امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ شرح السنتہ میں فرماتے ہیں،

قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ تلك امانیهم قل هاتوا برهانكم۔ (البقرۃ آیت ۱۱۱)	اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے کہ ان کی آرزوئیں ہیں، تم فرما دو،
والمدعی متمن فیحتاج الیٰ الحجة، (شرح السنة۔ج۔۱۰۔ص۹۸)	اپنی دلیل لاؤ، اور مدعی آرزو کرنے والا ہے پس وہ دلیل (گواہوں) کا محتاج ہے،

آیت نمبر ۴

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولهم ما یدّعون۔ (یٰس، آیت: ۵۷) اور ان کے لیے ہے (اس میں) جو وہ مانگیں اس آیت میں لفظ یدّعون بمعنی یتمنّون کے ہے، یعنی ان کے لیے جنت میں وہی ہے جس کی وہ آرزو کریں گے، اور مدعی بھی متمنی ہوتا ہے اور وہ دلیل کا محتاج ہے اور اس کے لیے دلیل گواہ ہی ہیں اس لیے وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے صرف گواہوں کا محتاج ہے،

چنانچہ امام بغوی شرح السنتہ میں فرماتے ہیں

قال اللہ عزوجل ولهم ما یدعون۔ (یٰس۔ ۵۷) ای یتمنون: تقول العرب: ادع علیّ ما شئت ای تمنّ (شرح السنة ج۔۱۰ ص۹۸)	اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اور ان کے لیے ہے جو وہ مانگیں یعنی جس کی وہ آرزو کریں، اہل عرب کا قول ہے، مجھ پر تو دعویٰ کر جو تو چاہے یعنی آرزو کر۔

آیت نمبر ۵

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وآتیناه الحكمة وفصل الخطاب (ص۔ ۲۰)	اور ہم نے اسے (داؤد علیہ السلام) حکمت اور قضا و عدل کا علم عطا کیا۔

وآتیناه الحكمة کی تفسیر میں مفسرین کے چار اقوال ہیں۔

حضرت ابن عباس اور حضرت حسن اور ابن زید رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حکمة سے مراد فقہ ہے ۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد حق وصواب ہے ،

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد سنت ہے ،

اور امام سدی فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد نبوة ہے ،

اور "فصل الخطاب" میں بھی مفسرین کے چار اقوال ہیں :

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد قضاء وعدل کا علم ہے ، اور ابن عباسؓ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ فصل خطاب سے مراد بیانِ کلام ہے ۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور امام شعبی فرماتے ہیں ، کہ فصل خطاب سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کا قول اَمّا بعد ہے ، سب سے پہلے اس کا تکلم انہوں نے فرمایا ، اور حضرة شریح ، اور قتادہ اور حضرت حسنؓ فرماتے ہیں ، کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا ہے اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے ، جب وہ دعویٰ کا انکار کرے ، کیونکہ خصومات یعنی جھگڑوں میں فیصلہ اس بات پر ہوتا ہے کہ مدعی پر گواہ اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہو ۔

چنانچہ علامہ ابن جوزی اپنی تفسیر زاد المسیر میں لکھتے ہیں :

قاله تعالیٰ (واٰتیناه الحکمة) وفیها اربعة اقوال : احدها : انها الفهم : قاله ابن عباس والحسن وابن زید . والثانی : الصواب ، قاله مجاهد . والثالث : السنة قاله قتادة و الرابع : النبوة . قاله السدی ، وفی فصل الخطاب اربعة اقوال احدها : علم القضا والعدل ، قاله ابن عباس ، و الحسن ، والثانی : بیان الکلام روی عن ابن عباسؓ ایضا ، والثالث : قوله (اما بعد) وهو اول من تکلم بها : قاله ابوموسیٰ

الاشعری والشعبی، والرابع : تکلیف المدعی البیّنة : و الیمین علی من انکر، قاله شریح، وقتادة، وهو قول الحسن؛ لان الخصومة انما تفصّل بهذا"

(زادالمسیر فی علم التفسیر ج - ۷ ص۱۱۱ / ۱۱۲)

اور امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ احکام القرآن میں فرماتے ہیں،

قوله تعالیٰ : (وآتیناه الحکمة وفصل الخطاب) فیه مسئلتان الاولی - قوله تعالیٰ (وآتیناه الحکمة) ای النبوة : قاله السدی؛ مجاهد، العدل، ابو العالیه، العلم بکتاب الله تعالیٰ، قتاده السنة؛ شریح، العلم والفقة (وفصل الخطاب قال ابو عبد الرحمٰن السلمی وقتاده یعنی - الفصل فی القضاء - وهو قول ابن مسعود والحسن والکلبی ومقاتل، وقال ابن عباس بیان الکلام، علی بن ابی طالب، هو، البینة علی المدعی والیمین علی من انکر، وقاله شریح والشعبی وقتادة ایضًا وقال ابو موسیٰ الاشعری والشعبی ایضًا هو قوله، اما بعد، وهو اول من تکلم بها، وقیل، (فصل الخطاب) البیان الفاصل بین الحق والباطل، وقیل، هو الایجاز بجعل المعنی الکثیر فی اللفظ القلیل والمعنی فی هذه الاقوال متقارب، وقول علی یجمعه، لان مدار الحکم علیه فی القضاء ما عدا قول ابی موسیٰ[1] ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وآتیناه الحکمة وفصل الخطاب) میں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ قولِ باری (آتیناه الحکمة) سے مراد نبوة

---

[1] احکام القران - ج - ۸ - ص۱۶۲

ہے۔ یہ قول امام سدی کا ہے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حکمۃ سے مراد عدل وانصاف ہے۔ امام ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ حکمۃ سے مراد کتاب اللہ (زبور) کا علم ہے حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حکمۃ سے مراد سنۃ ہے۔ حضرت شریح فرماتے ہیں کہ حکمۃ سے مراد علم وفقہ ہے اور (وفصل الخطاب) سے مراد فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے یہی قول امام ابوعبدالرحمٰن سلمی کا حضرت قتادہ کا، ابن مسعود کا، حضرت حسن کا، کلبی اور حضرت مقاتل کا۔ اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد بیان کلام ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا ہے اور جو اس کے دعویٰ کا انکار کرے اس پر قسم کھانا ہے اور یہی قول حضرت شریح اور شعبی اور حضرت قتادہ کا بھی ہے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت شعبی سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ فصل خطاب سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کا قول اما بعد ہے اور سب سے پہلے انھوں نے ہی اما بعد کہا۔
اور بعض نے کہا کہ فصلِ خطاب سے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا بیان مراد ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بہت سے معنی کو تھوڑے سے الفاظ میں سمو دینا مراد ہے۔
اور ان تمام اقوال کا معنی قریب قریب ہے، اور حضرت علی کا قول (اس سے مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم کھانا مراد ہے) ان تمام اقوال کا جامع ہے سوائے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے کیونکہ باب قضاء میں فیصلہ کرنے کا دار و مدار اسی حضرت علی کے قول پر ہے۔
اور امام بغوی شرح السنۃ میں فرماتے ہیں،

وقیل فی قولہ سبحانہ وتعالیٰ فی قصۃ داؤد علیہ السلام (و اٰتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب) قال: فصل الخطاب ھو البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ، وقیل ھو ان یفصل بین الحق والباطل۔ (شرح السنۃ۔ ج۔ ۱۰ ص ۹۸)

ترجمہ: حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی (واٰتیناہ

الحکمۃ وفصل الخطاب) میں فصلِ خطاب کی تفسیر میں بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے اور بعض نے کہا ہے ، کہ فصلِ خطاب سے مراد حق و باطل کے درمیان فرق کرنا ہے ۔
اور امام جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں :

واخرج ابن جریر والحاکم عن السدیؒ فی قولہ وآتیناہ الحکمۃ قال النبوّۃ وفصل الخطاب قال علم القضاء واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وآتیناہ الحکمۃ قال اعطی الفهم ، واخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر عن مجاهدؒ وآتیناہ الحکمۃ قال : الصواب : وفصل الخطاب قال الایمان والشهود ، واخرج ابن جریر وابن المنذر عن مجاهدؒ وفصل الخطاب قال اصابۃ القضاء وفهمہ واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن ابی عبد الرحمٰنؒ وفصل الخطاب قال فصل القضاء ، واخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن الحسنؒ وفصل الخطاب قال الفهم فی القضاء ، واخرج عبد بن حمید وابن جریر والبیهقی عن شریحؒ وفصل الخطاب قال الشهود والایمان ، واخرج البیهقی عن ابی عبد الرحمٰن السلمیؒ ان داؤد علیہ السّلام امر بالقضاء فقطع بہ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ان استحلفهم باسمی وسلهم البینات قال فذلک فصل الخطاب واخرج ابن جریر البیهقی عن قتادۃؒ وفصل الخطاب قال : البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ ، واخرج ابن جریر عن الشعبیؒ فی قولہ وفصل الخطاب قال هو قول الرجل اما بعد[1]۔

---

[1] تفسیر در منثور ۔ ج ۵ ص ۳۰۰

ترجمہ: اور ابن جریر و حاکم نے اس قول کو سند سے بیان کیا کہ ارشادِ باری تعالیٰ
وَآتَیْنَاہُ الْحِکْمَۃَ سے مراد نبوّۃ ہے اور فصلِ خطاب سے مراد علمِ قضا ہے
اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس حدیث کو سند سے بیان
کیا کہ وَآتَیْنَاہُ الْحِکْمَۃَ کا معنی یہ ہے کہ انہیں فہم یعنی فیصلہ کرنے کی سمجھ عطا فرمائی
گئی اور سعید بن منصور و عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہدؒ اس حدیث کو
سند سے بیان کیا کہ وَآتَیْنَاہُ الْحِکْمَۃَ سے مراد حق وصواب ہے، اور فصل
خطاب سے مراد قسمیں اور گواہ ہیں یعنی مدعی کے ذمہ گواہ اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم،
اور ابن جریر و ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اس حدیث کو سند سے روایت کیا کہ فصل
خطاب سے مراد قضاء کی سمجھ اور فیصلہ کرنے میں حق کو پانا ہے، اور عبد بن حمید و ابن
جریر و ابن منذر نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابوعبدالرحمٰن کا قول روایت
کیا کہ فصلِ خطاب سے مراد قضاء اور بہترین فیصلہ کرنا ہے، اور عبد بن حمید و ابن منذر
نے حضرت حسن سے روایت کیا کہ فصلِ خطاب سے مراد فیصلہ کی سمجھ رکھنا ہے اور
عبد بن حمید و ابن جریر اور بیہقی نے حضرت شریح سے روایت کیا کہ فصلِ خطاب سے
مراد قسمیں اور گواہ ہیں، اور بیہقی نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے روایت کیا کہ حضرت
داؤد علیہ السّلام کو قضاء کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس کے ساتھ یقین کیا (فیصلہ کیا)
تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ ان سے میرے نام کی قسم لو اور ان سے یعنی
مدعی سے گواہ طلب کرو۔ امام سلمی نے فرمایا یہی فصلِ خطاب ہے ابن جریر اور
بیہقی نے حضرت قتادہ سے روایت کیا کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ
گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے اور ابن جریرؒ نے حضرت شعبی سے
روایت کیا کہ فصلِ خطاب سے آدمی کا قول اما بعد مراد ہے،

امام قرطبی اور امام جلال الدین سیوطی کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ فصل الخطاب
کی تفسیر میں معتبر قول یہی ہے کہ اس سے مراد البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من
انکر یعنی مدعی کے ذمہ گواہ لانا ہے اور جو اس کے دعویٰ کا انکار کرے اس پر قسم کھانا ہے،

جس کی تعلیم حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دی اور فیصلہ کرنے کا ایک قاعدہ کلیہ بتا دیا کہ اے داؤد جب آپ کے ہاں کوئی دعویٰ کیا جائے تو مدعی سے گواہ طلب کرو اور مدعی علیہ جب اس کے دعویٰ کا انکار کرے تو اس سے قسم لو اور بالکل یہی قانون اسلام ہے کہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے مدعی گواہ لانے ضروری ہیں اور جب وہ گواہ پیش نہ کر سکے یا اس کے پاس پورے گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ اس کے دعویٰ کا انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے گی اور سابقہ شریعتوں میں بھی فیصلہ کرنے کا یہی قانون تھا جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوا

اور اس قاعدہ کلیہ کو اللہ جل مجدہ فصل الخطاب سے تعبیر فرماتا ہے ،

فصل کا لغوی معنی

فصل کا لغوی معنی فرق کرنا اور جدا کرنا ہے ، اور فصل مصدر بمعنی فاعل ہے یعنی الفصل من الخطاب حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا خطاب ،

چنانچہ امام ابوالبرکات نسفی تفسیر مدارک میں فرماتے ہیں ،

وجاز ان یکون الفصل بمعنی الفاصل کا لصوم والزور و المراد بفصل الخطاب الفاصل من الخطاب الذی یفصل بین الصحیح والفاسد والحق والباطل وھو کلامہ فی القضایا و الحکومات وتدابیر الملك والمشورات ، وعن علی رضی اللہ عنہ ھو الحکم بالبیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ وھو من الفصل بین الحق والباطل ۔ (مدارك التنزیل ج ۴ ص ۳۷)

ترجمہ : اور جائز ہے کہ فصل بمعنی فاصل کے ہو جیسے صوم بمعنی صائم اور زور بمعنی جھوٹ بولنے والا ، اور فصل خطاب سے مراد وہ خطاب ہے جو صحیح اور غلط اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے ، اور اللہ تعالیٰ کا یہ کلام قضایا حکومات اور تدابیر ملک اور مشوروں کے بارے میں ہے ، اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کے ساتھ اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم

کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے، اور وہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے سے ماخوذ ہے۔

اور اسی طرح تفسیر کشاف میں بھی ہے ملاحظہ ہو (ج ۳ صف ۳۶۵)

اور امام ابن حبان متوفی ۷۵۴ھ تفسیر بحر محیط میں فرماتے ہیں،

وفصل الخطاب: قال علی والشعبی ایجاب الیمین علی المدعی علیه والبیّنة علی المدعی، (تفسیر بحر محیط ج ۷ صف ۳۹۰)

ترجمہ: فصل الخطاب کی تفسیر میں حضرت علی اور امام شعبی فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد مدعی علیہ کے ذمہ قسم کا واجب کرنا اور مدعی کے ذمہ گواہ لازم کرنا ہے،

اور امام ابو عبد اللہ محمد بن عثمان تفسیر ضیاء التاویل میں لکھتے ہیں،

(وفصل الخطاب) مفصول او فاصل مصدر بمعنی المفعول او الفاعل، (ضیاء التاویل ج ۴ صف ۲۶)

ترجمہ: یعنی فصل مصدر بمعنی مفعول مفصول یا بمعنی فاعل فاصل کے ہے، یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا بیان شافی!

اور قاضی ثناء تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں:

قال البغوی: قال علی بن ابی طالب ؓ هو ان البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر لان کلام الخصوم ینقطع وینفصل به: قال ویروی ذلك عن ابی بن کعب قال فصل الخطاب الشهود والایمان وهو قول مجاهد وعطاء بن ابی رباح، (تفسیر مظهری ج ۸ صف ۱۶۱)

ترجمہ: امام بغوی نے فرمایا حضرت علی ؓ کا ارشاد ہے کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے، کیونکہ عدالت میں جھگڑنے والوں کی بات اسی پر ختم ہوتی ہے اور حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ فصل خطاب سے مراد گواہ اور قسمیں ہیں اور حضرت مجاہد اور عطاء بن ابی رباح کا بھی یہی قول ہے،

امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔
ملاحظہ ہو (معالم التنزیل علی هامش الخازن ج ۶ ص۴۵)
اور علامہ خازن متوفی ۷۲۵ھ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں:
وقال علی بن ابی طالبؓ هوان البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر لان کلام الخصوم ینقطع وینفصل به: وقال ابی بن کعبؓ فصل الخطاب الشهود والایمان، (تفسیر خازن ج ۶ ص۴۵)
ترجمہ: اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ (فصل الخطاب) وہ مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے، کیونکہ عدالت میں جھگڑنے والوں کا کلام اسی قانون کی وجہ سے منقطع ہو جاتا ہے اور جُدا ہو جاتا ہے اور حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ فصل خطاب سے مراد گواہ اور قسمیں ہیں!
ان تمام آیات قرآنیہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ مدعی کے ذمہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا واجب ہے، اور جب اس کے پاس گواہ نہ ہوں یا پورے گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ اس کے دعویٰ کا انکار کرے تو اسے قسم کھانا واجب ہے۔
اور یہ باب قضاء میں ایسا قاعدہ کلیہ اور قانون ہے کہ دشمن کی بات اس پر ختم ہو جاتی ہے،

احادیث سے ثبوت کہ قسم صرف مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے

قرآن کریم کی آیات اور تفاسیر کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ مدعی کے ذمہ گواہ لانا ہے اور مدعا علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے، اب ہم احادیث اور ان کی شروحات کی روشنی میں یہی ثابت کریں گے، ملاحظہ ہو،

حدیث نمبر ۱ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ میں اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔
عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لویعطی الناس بدعواهم لادعی ناس دماء رجال واموالهم ولکن الیمین علی المدعی علیه، (مشکوٰۃ شریف ص۳۲۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر لوگوں کو (ان کا مدعا) محض ان کے دعویٰ پر دے دیا جائے تو لوگ انسانوں کے خون اور ان کے مالوں کا دعویٰ کر دیں لیکن قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے۔

اور اس کی شرح نووی میں ہے امام نووی فرماتے ہیں،

وجاء فی روایت البیہقی باسنادٍ حسن او صحیح زیادۃ عن ابن عباسؓ مرفوعًا لکن البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر

(نووی شرح مسلم ج ۔ ص)

ترجمہ: اور بیہقی کی روایت میں حسن یا صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباسؓ سے ان الفاظ کی زیادتی مروی ہے لیکن گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم اس کے ذمہ ہے جو انکار کرے،

یعنی اگر بفرض محال قانونِ اسلام یہ ہو جائے کہ ہر شخص کے محض دعویٰ کرنے پر گواہی کے بغیر اور مدعی علیہ کے اقرار کے بغیر فیصلہ ہو جایا کرے تو ہر شخص یہ دعویٰ کرے گا کہ فلاں پر میرا اتنا قرض ہے اور فلاں نے میرے عزیز کو قتل کر دیا ہے اس کا قصاص یا دیت مجھے دلوائی جائے، اس پر پورا نظام ہی بگڑ جائے گا، اس لیے مدعی کے ذمہ گواہ لانا ضروری ہے، اگر مدعی گواہ پیش نہ کر سکے یا اسکے پاس پورے گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ اس کے دعویٰ کا انکار کرتا ہو اور مدعی اس سے قسم کا مطالبہ کرے تو مدعی علیہ کو قسم کھانا ہوگا، نیز واضح ہو کہ یہ مالی معاملہ میں ہے اس سے حدود اور قصاص مستثنیٰ ہیں ان میں قسم نہیں ہے بلکہ گواہوں کے بغیر دعویٰ ہی غلط ہوگا۔

حدیث نمبر۲ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ ان النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قال البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ (مشکوٰۃ ص۳۲۸)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم اس کے ذمہ

ہے جو انکار کرے (مدعی علیہ)
اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں ،
و روی البیهقی و ابن عساکر عنه بلفظ، البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر الا فی القسامة ، (مرقاۃ ج ۴ ص۱۶۰)
ترجمہ : اور بیہقی و ابن عساکر نے حضرت عمرو بن شعیب سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسامہ کے علاوہ (باقی امور میں) قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے ۔

(نوٹ) قسامت (قسامة غوابة) کی طرح اِقسام کا مصدر ہے جیسے اِنصاف مصدر ہے ، پھر قَسَامَة وہ قسمیں ہیں جو اس محلہ کے لوگ اٹھاتے ہیں جس میں کوئی مقتول پایا جائے اور اس کے قاتل کا پتہ نہ ہو اس محلہ میں پچاس لوگ قسمیں اٹھاتے ہیں جنہیں مقتول کے وارث منتخب کریں ان میں سے ہر شخص یہ قسم اُٹھائے گا کہ نہ تو میں نے اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی مجھے اس کے قاتل کا پتہ ہے ، اور علی من انکر میں لفظ من عام مخصوص عنه البعض ہے اس سے حدود اور لعان وغیرہ بھی مستثنیٰ ہیں ۔ چنانچہ ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں وهذا عام خص منه الحدود واللعان و نحوهما ۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۴ ص۱۵۵)

حدیث نمبر۳ ابوحنیفة عن الشعبی عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰه علیه وسلم المدعی علیه اولی بالیمین اذا لم یکن بیّنة ۔ (مسند امام اعظم ص۲۲۱)
ترجمہ : امام ابوحنیفہؒ امام شعبی سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم کا ہونا اولیٰ ہے جب (مدعی کے پاس) گواہ نہ ہوں ،

حدیث نمبر۴ و روی الامام ایضا من طریق حماد عن ابراهیم عن شریح بن الحارث عن عمر بن الخطابؓ رفعه ، قضی بالبیّنة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه اذا انکر کذا

رواه ابن خسرو ومن طريق عبد الله بن عبد الرحمٰن القرشي عن الامام ، (تنسيق النظام شرح مسند الامام ص۲۲۱)

ترجمہ : اور امام ابوحنیفہؒ نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی پر گواہوں کے ساتھ اور مدعی علیہ پر قسم کے ساتھ جب اس نے تسلیم دعوی سے انکار کیا ، فیصلہ فرمایا ، اسی طرح اس حدیث کو ابن خسرو نے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن قرشی کے طریق سے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ،

حدیث نمبر ۵ | محمد عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال البيّنة على المدعي واليمين على المدعى عليه قال محمد وبه ناخذ (کتاب الاثار للامام محمد)

ترجمہ : امام محمد نے سند مذکور کے ساتھ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے ، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ،

وكذا رواه الامام ابويوسف عن ابيه عن ابی حنيفة عن حماد عن ابراهيم ، (کتاب الاثار للامام ابویوسف)

ترجمہ : اور اسی طرح امام ابویوسف نے سند مذکور کے ساتھ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی ،

حدیث نمبر ۶ | وروى القاضي ابوبكر بن عبد الباقي من طريق ابي يوسف عن ابي حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن الشعبي عن ابن عباس رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : المدعى عليه اولى باليمين اذا لم يكن بيّنة (حاشية كتاب الاثار لابي يوسف ص۱۴۱)

ترجمہ : اور قاضی ابوبکر بن عبد الباقی نے از امام ابویوسف از امام ابوحنیفہ از حماد از ابراہیم از شعبی از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدعی علیہ پر قسم اولی ہے جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں۔

حدیث نمبر ۷ | و روی الامام ایضًا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رفعہ، البیّنة علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ، (تنسیق النظام شرح مسند الامام ص۲۲۱)

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہؒ نے حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ انکے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے۔

حدیث نمبر ۸ | ابو حنیفة عن حماد عن الشعبی عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمدعی علیہ اولی بالیمین اذا لم تکن لہ بیّنة، (جامع المسانید ج ۲ ص۲۷)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نے سند مذکور کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم اولیٰ ہے جب اس (مدعی) کے پاس گواہ نہ ہوں،

حدیث نمبر ۹ | ابو حنیفة عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیّنة علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ اذا انکر، (جامع المسانید ج ۲ ص۲۷)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے جب وہ انکارِ دعویٰ کرے۔

حدیث نمبر ۱۰ | ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن شریح بن الحارث عن عمر بن الخطابؓ عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قضی بالبیّنة علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ اذا انکر۔ (جامع المسانید۔ ج ۲ ص۲۷)

ترجمہ: امام ابو حنیفہؒ سند مذکور کے ساتھ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی کے ذمہ گواہوں کے ساتھ اور مدعیٰ علیہ پر قسم کے ساتھ جب اس نے انکار کیا، فیصلہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱ روی البغوی بسندہ: عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین صبرٍ یقتطع بھا مال امرءٍ مسلمٍ لقی اللہ وھو علیہ غضبان. فانزل اللہ تصدیق ذلک ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمنًا قلیلاً (آل عمران: ۷۷) الی اٰخر الآیۃ: فدخل الاشعث بن قیس، فقال ما حدثکم ابو عبد الرحمٰن؟ فقالوا کذا وکذا: فقال فیّ انزلت کانت لی بئرٌ فی ارض ابن عم لی، فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بینتک او یمینہ، قلت: اذًا یحلف علیھا یا رسول اللہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین صبرٍ وھو فاجرٌ فیھا یقتطع بھا مال امرءٍ، لقی اللہ یوم القیامۃ وھو علیہ غضبان، ھذا حدیث متفق علی صحتہ۔

(شرح السنۃ۔ج۱۰ ص۹۹)

ترجمہ: امام بغوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ سے روایت کیا انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص صبر کی قسم کے ساتھ قسم اٹھائے اس سے اس کا مقصد قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا مال لینا ہو تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی، بلاشبہ جو لوگ حقیر معاوضہ لیتے ہیں، اس عہد کے مقابلہ میں جو اللہ تعالیٰ سے (انہوں نے) کیا اور اپنی قسموں کے مقابلہ میں، (الی آخرہ) تو حضرت اشعث بن قیسؓ تشریف لائے پھر فرمایا تمہیں ابو عبد الرحمٰن نے کیا بتایا ہے تو (صحابہ) نے کہا ایسے اور ایسے بتایا، پھر انھوں نے فرمایا، یہ آیت میرے

بارے میں نازل ہوئی، میرے چچے کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرے گواہ یا اس کی قسم ہے میں نے عرض کیا یا رسول وہ اس پر قسم اٹھائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال کھائے تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پہ ناراض ہوگا۔

یمین صبر کا معنی صبر کا لغوی معنی ہے روکنا، چنانچہ امام بغوی شرح السنۃ میں فرماتے ہیں واصل الصبر الحبس، اور یمین صبر سے مراد وہ قسم ہے جو سلطان یا حاکم عدالت کسی شخص کو اس وقت تک روکے رکھے جب تک وہ قسم نہ اٹھائے اور یمین صبر سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص کسی کا مال ناحق لینے کے لیے دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھائے حدیث کے الفاظ، وھو فاجر فیھا، سے بھی اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے، اور امام بغوی فرماتے ہیں

وفی الحدیث دلیل علی ان من ادعی عینًا فی ید اٰخر، او دینًا فی ذمۃ فانکر فالقول قول المدعی مع یمینہ وعلی المدعی البیّنۃ وھو قول عامۃ اھل العلم (شرح السنۃ۔ج۔۱ صنا)

ترجمہ: اور اس حدیث میں اس پہ دلیل موجود ہے کہ جو شخص دوسرے کے قبضہ میں عین شیٔ یا اس کے ذمہ قرض کا دعویٰ کرے اور مدعی علیہ اس کا انکار کرے تو مدعی علیہ کا قول معتبر ہوگا اس کی قسم کے ساتھ اور مدعی کے ذمہ گواہ ہونگے، اور یہ قول ہے عام اہل علم کا،

حدیث نمبر ۱۲ وروی بسندہ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیّنۃ علی المدعی واحسبہ، قال والیمین علی المدعی علیہ، ھذا حدیث صحیح

(شرح السنہ۔ج۔۱ صنا)

ترجمہ: امام بغوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ ہیں

(ابن عباس فرماتے ہیں) اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے،

حدیث نمبر ۱۳ | وعن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقتطع حق امرءٍ مسلم بیمینہ فقد اوجب اللہ لہ النار وحرم علیہ الجنّۃ فقال لہ رجل وان کان شیئًا یسیرا یا رسول اللہ، قال وان کان قضیبًا من اراکٍ، (مشکوٰۃ شریف ص۳۲۷)

ترجمہ: اور حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق تلف کیا تو بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے اس پر آگ واجب کر دی اور اس پر جنت حرام فرما دی تو کسی شخص نے کہا یا رسول اللہؐ اگرچہ وہ معمولی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ وہ پیلو کے درخت کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۴ | عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ قال جاء رجل من حضرموت ورجل من کندۃ الی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال الحضرمیّ یا رسول اللہؐ ان ھذا غلبنی علی ارض لی فقال الکندیّ ھی ارضی وفی یدی لیس لہ فیھا حق، فقال النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمیّ الک بیّنۃ قال لا قال فلک یمینہ قال یا رسول اللہ ان الرجل فاجر لا یبال علی ما حلف علیہ ولیس یتورع من شیءٍ قال لیس لک الا ذلک فانطلق لیحلف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا ادبر لئن حلف علی مالہ لیاکلہ ظلمًا لیلقینّ اللہ وھو عنہ معرض، (مشکوٰۃ ص۳۲۸)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا، (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حضرموت کا رہنے والا اور ایک کندہ کا آیا تو حضرمی نے عرض کی یا رسول اللہ بلاشبہ

اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے، کندی نے کہا، وہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، اس کا اس زمین میں کوئی حق نہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا، کیا تیرے پاس گواہ ہیں اس نے عرض کیا۔ گواہ تو کوئی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا پھر تیرے لیے اس سے قسم لینا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک یہ شخص فاجر ہے اور کسی شئی کا خوف نہیں رکھتا اسے قسم کی کیا پرواہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوائے قسم کے تیرا کوئی حق اس پر نہیں ہے جا اور اسے حلف دے (یا اس سے قسم لے لے) جب وہ لوٹا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر اس نے اس کا مال ظلماً دبا لینے کے لیے قسم کھالی تو قیامت کے دن یہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس کی طرف نگاہ التفات ہرگز نہ فرمائے گا۔

حدیث نمبر ۱۵ ورویٰ هذا الحديث ابو داؤد فی سننه : عن محمد بن عيسى، ثنا ابو معاوية، ثنا الاعمش، عن شفيق عن الاشعث،

ترجمہ: اور اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۱۶ وايضاً رواه عن محمود بن خالد، ثنا الفريابي حدثنا الحدث بن سليمان، حدثنى كردوس عن الاشعث بن قيس۔

ترجمہ: اور اس حدیث کو ابو داؤد نے محمود بن قیس کی سند سے بھی حضرۃ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۱۷ ورواه ایضاً عن هناد بن السرى، حدثنا ابو الاحوص، عن سماك عن علقمة بن وائل بن حجر الحضرمي باختلاف اللفظ۔

ترجمہ: اور اس حدیث کو ابو داؤد نے هناد بن سری کی سند سے انھوں نے کیا ہم سے حدیث بیان کی ابو الاحوص نے سماک سے انھوں نے حضرت علقمہ

بن وائل بن حجر حضرمی سے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ،

حدیث نمبر ۱۸ عن ابن ابی ملیکۃ ، قال کتب الی ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین علی المدعیٰ علیہ ، رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن مسلمۃ القعنبی ، حدثنا نافع بن عمر ، عن ابن ابی ملیکۃ (ابو داؤد - ج -۳ ص۳۱۱ / ص۳۱۲) وقال ھذا حدیث حسن صحیح والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم ان البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ ، (حسن سنبلی ص۲۲۲)

ترجمہ : حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میری طرف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ، اس حدیث کو ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسلمۃ قعنبی سے انھوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی نافع بن عمر نے ابن ابی ملیکہ سے ، علامہ حسن سنبلی فرماتے ہیں ، ابو داؤد نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اور ان کے علاوہ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ پر ہے ۔

حدیث نمبر ۱۹ عن ابی الملیح الھذلی ، قال کتب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الی ابی موسیٰ الاشعری وفیہ ان البیّنۃ علی من ادعی والیمین علی من انکر ، رواہ الدارقطنی عن ابی جعفر محمد بن سلیمان بن النعمانی ، ثنا عبد بن عبد الصمد بن ابی خداش ثنا عیسی بن یونس ، ثنا عبید اللہ بن ابی حمید ، عن ابی الملیح الھذلی ۔

ترجمہ : حضرت ابو الملیح الہذلی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اس (خط) میں یہ لکھا کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ پر ہے اس حدیث کو دارقطنی نے درج بالا سند کے ساتھ اپنی سنن میں روایت کیا

حدیث نمبر ۲۰ وایضًا رواہ عن محمد بن مخلد، حدثنا عبد الله بن احمد بن حنبل حدثنی ابی، اخبرنا، سفیان بن عیینہ، نا ادریس الاودی، عن سعید بن ابی بردۃ واخرج الکتاب فقال: ھذا کتاب عمر: ثم قرئ علی سفیان،

(دارقطنی ج - ۴ - ص ۲۰۷)

ترجمہ: اور نیز اس حدیث کو دارقطنی نے بطریق محمد بن مخلد حضرت سعید بن ابی بردہ سے روایت کیا (اور اس میں اسقدر الفاظ زائد ہیں) کہ حضرت ادریس اودی نے وہ خط نکالا پھر فرمایا، یہ حضرت عمر کا خط ہے، پھر اسے حضرت سفیان بن عیینہ کو پڑھ کر سنایا گیا۔

حدیث نمبر ۲۱ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدعیٰ علیہ اولی بالیمین رواہ الدارقطنی عن محمد بن موسیٰ بن سہل البربھاری، حدثنا محمد بن معاویۃ بن صالح، نا عباد بن العوام عن حسین المعلم عن عمرو، (دارقطنی)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضؓ سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد (حضرت عمرو کے داد) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم مدعیٰ علیہ کا حق ہے، اس حدیث کو امام دارقطنی نے بسند مذکور حضرت عمرو رضؓ سے روایت کیا،

نوٹ: اولیٰ کے معنی اگرچہ بہتر کے کئے جاتے ہیں تاہم جب اس کا صلہ با آتا ہے تو اس کے معنی حقدار یا زیادہ حق رکھنے والے کے ہوتے ہیں، جس سے مراد یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں

دوسرے کی کوئی اہمیت نہیں جیسے النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی نسبت ان کی جانوں کے زیادہ حقدار ہیں، یعنی مسلمان خود اپنی جانوں کے اس قدر حقدار نہیں جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانوں کے حقدار ہیں، اور اولی کے معنیٰ اقرب کے بھی ہوتے ہیں اور یہ پہلے معنی سے مختلف نہیں۔

حدیث نمبر۲۲ | وایضًا: رواہ عن رضوان بن احمد بن اسحاق الصیدلانی: حدثنا عبدالکریم بن الھیثم، ناعبد اللہ بن محمد بن الربیع الکرمانی، ناعباد، عن الحسین المعلم باسنادہ مثلہ (دارقطنی ۔ ج ۔ ۴ ص۲۱۶)

ترجمہ: اور امام دارقطنی نے اسی طرح کی حدیث رضوان بن احمد کے طریق سے بھی حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث نمبر۲۳ | عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیّنۃ علی من ادعی، والیمین علی من انکر الا فی القسامۃ: رواہ عن محمد بن صاعد وابی بکر النیشابوری وابی علی الصفّار قالوا: حدثنا عباس بن محمد الدروی، ناعثمان بن محمد بن عثمان بن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن الرازی: نامسلم بن خالد، عن ابن جریج عن عطاء عن ابی ھریرۃ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ اس شخص کے ذمہ ہیں جس نے دعویٰ کیا اور قسم اس کے ذمہ ہے جس نے (مدعی کے دعویٰ کا) انکار کیا سوائے قسامت کے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عطاء سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا،

حدیث نمبر۲۴ | ورواہ عن ابراھیم بن محمد العمری، ناالزبیر بن بکار، نا محمد بن الضحاك ومطرف بن عبد اللہ

قالا : نا مسلم بن خالد ، ح وحدثنا ابوبکر النیشابوری وابوعلی الصفار قالا : نا عباس بن محمد نا مطرف ، عن مسلم بن خالد ، ح وحدثنا ابن مخلد نا ابراهیم بن محمد العتیق نا مطرف عن الزنجی بن خالد عن ابن جریج عن عمرو بن شعیب ، مثله ،

ترجمہ : اور دارقطنی نے ابراہیم بن محمد عمری سے اس کو روایت کیا اس نے کہا کہ ہم سے یہ حدیث زبیر بن بکار نے بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ضحاک اور مسلم بن خالد نے بیان کی (تحویل سند) اور بطریق ابوبکر نیشاپوری اور ابوعلی صفار، حضرت عمرو بن شعیب سے اسی طرح روایت کیا۔

حدیث نمبر ۲۵ ورَوی عن ابی حامد محمد بن هارون نا احمد بن منیع نا محمد بن الحسن بن ابی یزید الهمدانی ، ح وحدثنا احمد بن محمد بن ابی شیبه ونا محمد بن هشام المروزی قالا : نا محمد بن الحسن نا حجاج باسناده مثله ،

ترجمہ : اور دارقطنی نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ۔

حدیث نمبر ۲۶ عن عمر عن النّبی صلی الله علیه وسلم قال : البیّنة علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیه ، (دارقطنی ج ۴ ص ۲۱۸)

روی عن عبد الله بن احمد بن ربیعة حدثنا اسحاق بن خالد نا عبد العزیز بن عبد الرحمٰن نا ابوحنیفة عن حماد عن ابراهیم عن شریح ، عن عمر ،

ترجمہ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعی کے ذمہ گواہ ہیں ، اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے ، امام دارقطنی نے اس حدیث کو سند مذکور کے ساتھ امام ابوحنیفہ سے انہوں نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم سے انہوں نے حضرت شریح سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۲۷ عن ابن عمران النّبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: المدعیٰ علیہ اولی بالیمین، الاان تقوم بیّنۃ، روی ذٰلک الدارقطنی عن ابن صاعد نا محمد بن عمرو بن هیاج حدثنا یحییٰ بن عبد الرحمٰن الارحبی حدثنی عبیدۃ ابن الاسود، ثنا القاسم بن الولید، عن سنان بن الحارث بن مصرف عن طلحۃ بن مصرف عن مجاهد عن ابن عمر۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم اولیٰ ہے مگر اس وقت جب مدعی گواہ قائم کردے، اس حدیث کو دارقطنی نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۲۸ عن عمران بن حصین قال: امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشاهدین علی المدعی، والیمین علی المدعی علیہ، روی ذٰلک الدارقطنی عن عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز حدثنا احمد بن عیسی المصری نا عبد اللہ بن وهب اخبرنی یزید بن عیاض عن عبد الملک بن عبید عن خدفیق بنت الحصین عن عمران،

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی کو (ثبوتِ دعویٰ کے لیے) دو گواہوں کا حکم دیا اور مدعیٰ علیہ کو قسم کا حکم فرمایا، اس حدیث کو امام دارقطنی نے بطریق مذکور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۲۹ عن زید بن ثابتؓ قال: قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من طلب عند اخیہ بغیر شهداء فالمطلوب اولی بالیمین روی ذٰلک الدارقطنی عن محمد بن مخلد نا الرمادی

نانعیم بن حماد نا مروان بن معاویۃ عن حجاج الصواف حدثنی حمید بن ھلال عن زید بن ثابت۔ (دارقطنی ج۴ ص ۲۱۸/۲۱۹)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس بات پر) فیصلہ فرمایا کہ جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی سے بغیر گواہوں کے کوئی مطالبہ کیا تو مدعی علیہ کے ذمہ قسم اولی ہے، اس حدیث کو امام دارقطنی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا،

حدیث نمبر ۳۰ عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ: قال جاء رجل من حضرموت و رجل من کندۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال الحضرمیّ یارسول اللہ ان ھذا غلبنی علی ارض کانت لأبی، فقال الکندی ھی ارضی کانت فی یدی ازرعھا، لیس لہ فیھا حق: فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمیّ، الک بیّنۃ؟ قال لا، قال یمینہ: فقال یارسول اللہ انہ لایبالی علی ماحلف ولا یتورع من شیٔ، فقال لیس لک منہ الاذلک فانطلق بہ لیحلفہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا ادبر: اما لئن حلف علی مالہ لیأکلہ ظلمًا، لیلقینّ اللہ وھو عنہ معرض، رواہ الدارقطنی عن محمد بن معلی و الحسین بن اسماعیل قالا: نا یوسف بن موسیٰ نا الحسن بن الربیع: حدثنا ابوالاحوص عن سماک عن علقمۃ، (دارقطنی ج۴ ص۲۱۱)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل رض سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرموت سے ایک آدمی اور کندہ کا ایک شخص (دونوں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو حضرمی نے کہا یہ شخص میری زمین پر قابض ہوگیا ہے (جو) میرے والد کی زمین تھی کندی

کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں تھی میں اسے آباد کرتا ہوں اس (حضرمی کا) اس زمین میں کوئی حق نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی کو فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس (حضرمی) نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا (تو پھر) اس کے ذمہ قسم ہے، حضرمی نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص جس کے بارے میں قسم اٹھائے اس کی پرواہ نہیں کرتا (کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ) تو آپ نے فرمایا تیرے لیے اس شخص سے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، تو وہ (کندی) چلا تاکہ وہ اس پر قسم اٹھائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اس نے پیٹھ پھیری، اگر اس (کندی) نے اس کے مال پر قسم اٹھائی تاکہ وہ اسے زبردستی ہضم کر جائے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالی اس سے بیزار ہوگا۔ اس حدیث کو دارقطنی نے سند مذکور حضرت علقمہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۳۱ | حدثنا ابو نعیم ثنا نافع بن عمر عن ابن ابی ملیکۃ قال کتب ابن عباس الیّ ان النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قضی بالیمین علی المدعیٰ علیہ، (بخاری شریف۔ ج۱ ص۳۶۷) ورواہ مسلم عن ابی بکر بن ابی شیبۃ قال نا محمد بن بشر عن نافع (مسلم شریف ج۲ ص۷۴)

ترجمہ: امام بخاری فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو نعیم نے ان کو نافع بن عمر نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ پر قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۳۲ | عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواھم لادعی ناس دماء رجال واموالھم ولکن الیمین علی المدعیٰ علیہ، رواہ مسلم عن ابی الطاھر احمد بن عمرو بن سرح قال اخبرنا ابن وھب عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ابن عباس، (مسلم شریف۔ ج۔۲ ص۷۴)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر دیدیا جائے تو لوگ انسانوں کے خون

اور مالوں کا دعویٰ کردیں " لیکن مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے ، اس حدیث کو امام مسلم نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ۔

اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں ، کہ اس حدیث میں احکامِ شرع کے قواعد میں ایک عظیم قاعدہ ہے ، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ کسی شخص کا قول جس چیز میں وہ دعویٰ کرتا ہے محض دعویٰ کرنے سے قبول نہ ہوگا ، بلکہ وہ گواہوں یا مدعیٰ علیہ کی طرف سے تصدیق کا محتاج ہوگا ، اور اگر مدعیٰ علیہ سے قسم کا مطالبہ کیا جائے تو اسے قسم اٹھانا ہوگی ، اور اس کی حکمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمادی ، کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر دیدیا جائے تو لوگ دوسروں کے مال وجان کا دعویٰ کر دیں اور ان کے لیے یہ جائز ہوجائے تو مدعیٰ علیہ کے لیے اپنے مال وجان کی حفاظت ناممکن ہوگی اس لیے مدعی کے ذمہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا ضروری ہے اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ضروری ہے ، (نووی شرح مسلم)

حدیث نمبر ۳۳ | عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى خطبته : البيّنة على المدعى ، واليمين على المدعى عليه (اخرجه الترمذى) (جامع الاصول ج ١٠ ص ۵۵۴)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ، کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے ۔

حدیث نمبر ۳۴ | واخرج الطبرانى من رواية سفيان عن نافع عن ابن عمر بلفظ : البيّنة على المدعى واليمين على المدعىٰ عليه ، وقال لم يروه عن سفيان الا الفريابى ۔ (فتح البارى ـ ج ۵ ص ۲۱۶)

ترجمہ : اور امام طبرانی نے بروایۃ سفیان وہ نافع سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے راوی ہیں ، کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے اور امام طبرانی نے فرمایا : حضرت سفیان سے فریابی کے علاوہ اسے کسی نے روایت نہیں کیا ،

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ مدعی کے ذمہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے

گواہ لانا ضروری ہے اور مدعیٰ علیہ جب اس کے دعویٰ کا انکار کرے اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں یا مدعی دو گواہ پیش نہ کر سکتا ہو اور وہ (مدعی) مدعیٰ علیہ سے قسم کا مطالبہ کرے تو مدعیٰ علیہ کو قسم اٹھانا ضروری ہوگا اور اس سے حدود و قصاص اور لعان وغیرہ مستثنیٰ ہیں،

حدیث "البیّنۃ علی المدعی" کی حیثیت

حدیث " البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر " حدیثِ صحیح ہے، چنانچہ اس حدیث کو اصحابِ صحاح، امام بغوی، ابن اثیر، اور بیہقی اور دار قطنی نے روایت کیا، اور امام بغوی نے فرمایا ہذا حدیث صحیح (شرح السنۃ ج ۱۰ ص ۱۰۱) اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور امام بیہقی نے اس حدیث کو سند حسن یا سند صحیح کے ساتھ روایت کیا چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں، وقد رواہ ابو داؤد والترمذی باسانیدهما عن نافع بن عمر الجمحی عن ابن ابی ملیکۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعًا، قال الترمذی : حدیث حسن صحیح، وجاء فی روایت البیہقی وغیرہ، باسناد حسن او صحیح زیادۃ عن ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۷۴)

اور یہ حدیث اپنے معنیٰ کے اعتبار سے متواتر ہے، مفتی احمد یار صاحب نعیمی مرآۃ میں فرماتے ہیں، خیال رہے، کہ مدعی کے ذمہ گواہی اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہونا عظیم الشان قاعدہ ہے، اور یہ حدیث معنیً متواتر ہے جیسے حدیث انما الاعمال بالنیات متواتر ہے مدعی پر قسم نہیں اور مدعیٰ علیہ پر گواہ نہیں ہیں، (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۹۳)

اور مصنفِ حسین علامہ نظام الدین لکھتے ہیں۔

ومثال العرض علی الخبر المشهور روایۃ القضاء بشاهد ویمین فانہ خرج مخالفًا لقولہ علیہ السلام، البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔

ترجمہ: اور حدیث مشہور کے ساتھ خبر واحد کے تعارض کی مثال ایک گواہ کے ساتھ اور قسم کے ساتھ قضاء کی روایت ہے، پس بلاشبہ وہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے ارشاد البیّنۃ علی المدعی والیمین من انکر کے معارض ہے۔
اس کی شرح میں صاحب فصول لکھتے ہیں،

وھو ما روی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قضی بشاھد ویمین، وانہ مخالف للحدیث المشھور، وھو قولہ علیہ السلام، البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر ۔

(فصول الحواشی مع الخمسین ص۲۹)

ترجمہ: اور وہ خبر واحد (جو حدیث مشہور کے مخالف ہے) وہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں، کہ آپ نے ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ فرمایا اور بلاشبہ یہ روایت حدیث مشہور" البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر" کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے، کے مخالف ہے،

اور صاحب توشیح فرماتے ہیں،

ثم انہ خالف ما فی الصحیحین والسنن الاربعۃ من الحدیث المشھور عن ابن عباس مرفوعًا لو یعطی الناس بدعوا ھم لادعی رجال اموال قوم ودمائھم لکن البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیہ وفی روایۃ علی من انکر وفی روایۃ البیھقی عن ابن عمر بلفظ" المدعیٰ علیہ اولی بالیمین الا ان یقوم علیہ البیّنۃ ، (حاشیۃ التوشیح علی التلویح شرح توضیح ص۴۷۸)

ترجمہ: وہ حدیث (قضاء بالیمین والشاھد) صحیحین (بخاری مسلم) اور سنن اربعہ (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) کی حدیث مشہور کے خلاف ہے جو ابن عباس سے مرفوعًا مروی ہے، کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پہ دیدیا جائے تو لوگ دوسروں کے مال اور خونوں کا دعویٰ کر دیں لیکن گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ پر ہے اور ایک روایت میں علی من انکر کے الفاظ ہیں، اور ابن عمرؓ سے بیہقی کی روایت میں الفاظ مذکور کے ساتھ ہے) کہ قسم

مدعیٰ علیہ کا حق ہے، مگر (اس وقت جب) اس کے خلاف گواہ قائم ہوجائیں۔

ان دلائل قاہرہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ "حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر" معنیً متواتر اور لفظاً مشہور ہے اور حدیث مشہور کا قطعی اور واجب العمل ہونا متفق علیہ امر ہے لہٰذا مدعی کے ذمہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا واجب ہے اور مدعیٰ علیہ سے جب قسم کا مطالبہ کیا جائے تو اسے قسم اٹھانا ضروری ہے مدعی سے قسم لینا جائز نہیں اور مدعیٰ علیہ پر گواہ نہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن خصومات مالیہ میں آئمہ کا اختلاف ہے صرف اس صورت میں جب مدعی کے پاس ایک گواہ ہو، چنانچہ علامہ ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں، وخلافھم فی الاموال، یعنی آئمہ کا اختلاف مالی جھگڑوں میں ہے، (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۔ ج ۔ ۴ ص ۱۵۸)

اختلاف آئمہ | امام ابوحنیفہ اور فقہاء کوفہ اور امام شعبی، حکم بن عتیبہ، ثوری، عطا، اور امام ابراہیم نخعی اور ابن ابی لیلیٰ اور امام زہری، ابن شبرمہ اور حضرت لیث، اور اندلس کے رہنے والے مالکی حضرات فرماتے ہیں کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو دوسرے گواہ کی جگہ اس سے قسم لے کر فیصلہ کرنا جائز نہیں، اور امام شافعی، مالک، احمد بن حنبل اور جمہور صحابہ (جن میں خلفاء اربعہ بھی ہیں) اور جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ خصومات مالیہ میں اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو دوسرے گواہ کی جگہ مدعی سے قسم لے کر فیصلہ کرنا جائز ہے، (نووی شرح مسلم ۔ج ۔۲ ۔ص ۷۴ واحکام القرآن للقرطبی ۔ ج ۔۳ ۔ص ۳۹۲ وشرح السنۃ ۔ ج ۔۱۰ ۔ ص ۱۰۴)

دلائل آئمہ | امام ابوحنیفہؒ اور دیگر آئمہ جو ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے کے قائل نہیں، ان کی دلیل قولِ باری تعالیٰ "فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان" ہے کہ اگر گواہ دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اور وجہ استدلال یہ ہے، کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ کے ہوتے ہوئے دوسرے گواہ کی جگہ قسم لینا جائز ہوتا، تو فرجل وامرأتان کے بجائے فرجل ویمین ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرجل ویمین کی بجائے وامرأتان ارشاد فرمایا تو معلوم ہوا کہ اگر مدعی کے پاس ایک مرد گواہ ہو تو دوسرے گواہ کی جگہ قسم نہیں لی جائے گی بلکہ دو عورتوں کی گواہی لی جائے گی،

قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں :

بهذه الآية يحتج ابوحنيفة على انه لا يجوز الحكم بشاهد واحد ويمين المدعي في الاموال كما لا يجوز في غيرها بالاجماع ،

(تفسیر مظہری ۔ ج ۔۱ ۔ ص۴۲۴)

ترجمہ : اسی آیت سے امام ابوحنیفہ نے خصومات مالیہ میں مدعی کے پاس ایک گواہ کی موجودگی میں قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے کے ناجائز ہونے پر استدلال کیا ہے جیسا کہ دیگر خصومات میں ایک گواہ کی موجودگی میں قسم کے ساتھ فیصلہ کرنا باجماع ناجائز ہے ،

نیز آئمہ احناف قضاء بالیمین والشاہد کے عدم جواز پر مذکورہ بالا حدیث "البيّنة على المدعي واليمين على من انكر" سے استدلال کرتے ہیں ، وجہ استدلال یہ ہے کہ البینۃ اور الیمین میں الف ولام استغراق کے لیے ہے ، تو اس حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جمیع بیّنات مدعی کی طرف ہیں اور جمیع ایمان (قسمیں) مدعیٰ علیہ کے لیے ہیں ، چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں ، ولان ال في البيّنة واليمين : للاستغراق في قوله صلى الله عليه وسلم البيّنة على المدعي واليمين على من انكر اي جميع البينات في جانب المدعي وجميع الايمان في جانب المنكر ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ ۔ ص۱۵۸)

امام شافعی ، امام مالک ، امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء کی دلیل یہ حدیث ہے ،

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى بالشاهد واليمين ۔	بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ۔

قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں ، والجمهور يجوزون في الاموال دون غيرها محتجّين بما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قضى باليمين مع الشاهد (مظہری ۔ ج۔۱ ص۴۲۴) اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن عباسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى بيمين

وشاهد (مسلم شریف - ج - ۲ - صفحہ ۱۷۳) اوراسی حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا (ابو داؤد - ج - ۲ - صفحہ ۱۵۲ و ابن ماجہ - صفحہ ۱۷۳) اور اس حدیث کی سند میں قیس بن سعد ہیں، امام نسائی فرماتے ہیں کہ قیس بن سعد ثقہ ہے، نیز اس حدیث کو بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، اور ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس کی سند میں کوئی طعن نہیں، اور اس کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے، چنانچہ امام زیلعی فرماتے ہیں، قال النسائی قیس بن سعد ثقة (الی ان قال) وقال ابن عبدالبر: هذا حديث صحيح: لامطعن لاحد فی اسناده: ولاخلاف بين اهل العلم فی صحته - (نصب الراية - ج - ۴ - صفحہ ۹۷)

اور امام ابن عبدالبر التمہید میں فرماتے ہیں،

وفی اليمين مع الشاهد آثار متواترة حسان ثابتة متصلة اصحها اسنادًا واحسنها حديث ابن عباس وهو حديث لامطعن لاحد فی اسناده ولاخلاف بين اهل المعرفة بالحديث فی ان رجاله ثقات، (التمهيد لابن عبدالبر - ج - ۲ - صفحہ ۱۳۸)

ترجمہ: اور گواہ کے ہمراہ قسم کے بارے میں کئی ایک متواتر اور حسان ثابتہ متصلہ حدیثیں ہیں جن میں سب سے زیادہ صحیح السند و حسن السند حدیث ابن عباس ہے اور وہ ایسی حدیث ہے جس کی سند میں کسی کو اعتراض نہیں اور حدیث کی معرفت رکھنے والوں کو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں،

"حدیث ابن عباس کا جواب"

حدیث ابن عباس جس کو امام مسلم سیف بن سلیمان کے طریق سے ان کو خبر دی قیس بن سعد نے وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابو داؤد عبدالرزاق کے طریق سے انھیں محمد بن مسلم نے خبر دی عمرو بن دینار سے اس جیسی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، اس حدیث کا جواب یہ ہے، کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبداللہ بن عباسؓ سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث نہیں سنی، چنانچہ دارقطنی کی روایت میں ہے: عن عمرو بن دينار عن طاؤس عن ابن عباس رضی الله عنهما، ان النبی صلی الله

علیہ وسلم، فذکرہ ، اور امام زیلعیؒ فرماتے ہیں۔

قال الترمذی فی : علل الکبیر: وسألت محمدًا عن هذا الحدیث فقال : ان عمرو بن دینار لم یسمعه من ابن عباس:
(نصب الرایۃ - ج - ۴ - ص۹۸)

ترجمہ : امام ترمذی نے علل کبیر میں فرمایا : کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا، بلاشبہ عمرو بن دینار نے اسے ابن عباس سے نہیں سنا۔

اور نیز قیس بن سعد کا سماع عمرو بن دینار سے ثابت نہیں، چنانچہ امام طحاوی فرماتے ہیں۔

لا اعلم ان قیس بن سعد یحدث عن عمرو بن دینار بشیٔ
(شرح معانی الآثار - ج - ۲ ص۲۳۲)

ترجمہ : مجھے معلوم نہیں کہ قیس بن سعد اور عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہوں۔
تو اس حدیث کی سند میں دو جگہ انقطاع پایا گیا، ایک امام بخاری کے نزدیک، عمرو بن دینار اور ابن عباس کے درمیان، اور دوسرا امام طحاوی کے نزدیک، قیس بن سعد اور عمرو بن دینار کے درمیان، چنانچہ امام زیلعی فرماتے ہیں۔

قال ابن القطان : فی کتابه وهذا الحدیث : وان کان مسلما قد اخرجه فی صحیحه - عن قیس بن سعد عن عمرو بن دینار - فهو یرمی بالانقطاع فی موضعین، قال الترمذی: قال البخاری عمرو بن دینار لم یسمع عن ابن عباس هذا الحدیث وقال الطحاوی : قیس بن سعد لانعلمه یحدث عن عمرو بن دینار بشیٔ، واخرج الدارقطنی ما یوافق قول البخاری عن عبد الله بن محمد بن ربیعة ثنا محمد بن مسلم عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس : قال قضی علیه السلام بالیمین مع الشاهد الواحد، ولکن هذا الروایة لاتصح

من جهة عبدالله بن محمد بن ربیعہ وھو القوامی: یروی عن مالك، وھو متروك قاله الدارقطنی (نصب الرایۃ ج۔۴ ص۹۵)

ترجمہ: ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا اس حدیث کو اگرچہ امام نے اپنی صحیح میں قیس بن سعد سے انھوں نے عمرو بن دینار سے روایت کیا تاہم اس حدیث کی سند میں دو جگہ انقطاع کا حکم کیا جاتا ہے، امام ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے فرمایا عمرو بن دینار نے ابن عباس سے یہ حدیث نہیں سنی، اور امام طحاوی نے فرمایا ہمیں معلوم نہیں کہ قیس بن سعد عمرو بن دینار سے کوئی حدیث روایت کرتے ہوں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں بخاری کے قول کے موافق اس سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا، عبداللہ بن محمد بن ربیعہ سے روایت ہے وہ محمد بن مسلم سے وہ عمرو بن دینار سے وہ طاؤس سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ فرمایا، لیکن یہ روایت عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدومی کی سند سے صحیح نہیں وہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں، دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک الروایت ہیں۔

اور امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں: ان مسلما روی ھذا الحدیث من حدیث سیف بن سلیمان عن قیس بن سعد عن عمرو بن دینار عن ابن عباس الی اٰخرہ، وذکر الترمذی فی العلل الکبیر سألت محمد بن اسماعیل عنه فقال عمرو بن دینار لم یسمع عندی ھذا الحدیث من ابن عباس وقال الطحاوی قیس لا نعلمه یحدث عن عمرو بن دینار بشیئ فقد رمی الحدیث بالانقطاع فی موضعین من البخاری بین عمرو وابن عباس ومن الطحاوی بین قیس وعمرو (عمدۃ القاری: ج۔۳ ص۲۴۵)

حدیث منقطع کی تعریف حدیث منقطع وہ ہوتی ہے جس کی سند میں صحابہ سے پہلے کسی جگہ کوئی راوی ساقط ہو چنانچہ امام سخاوی فرماتے ہیں۔

المنقطع علی المشھور (الذی اسقط) من روایتہ (قبل

الصحابی به) بسنده (داوفقط) من ای موضع کان،
(فتح المغیث - ج - ا ص۱۴۹)
ترجمہ: کہ قول مشہور یہ حدیث منقطع وہ ہوتی ہے، جس کی سند میں صحابی سے پہلے کوئی ایک راوی ساقط کر دیا گیا ہو۔
اور امام ابن حجر عسقلانی شرح نخبہ میں فرماتے ہیں،
(والا بان کان السقط اثنین غیر متوالیین وفی موضعین مثلا وهو المنقطع وكذا ان سقط واحد فقط او اكثر من اثنين لكن بشرط عدم التوالی) (شرح نخبۃ الفکر)
ترجمہ: اور اگر ایسا نہ ہو (دو راوی مسلسل ساقط نہ ہوں) یا سقوطِ راوی دو الگ الگ جگہ ہو تو وہ حدیث منقطع ہو گی، اور اسی طرح اگر ایک راوی ساقط ہو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں، لیکن اس شرط پر کہ مسلسل نہ ہوں (تو وہ حدیث منقطع ہوگئی۔
اس کی شرح میں علامہ علی قاری فرماتے ہیں،
ویسمی ما سقط منه واحد منقطعا فی موضع وما سقط منه اثنان بالشرط منقطعًا فی موضعین۔
(شرح نخبۃ الفکر لعلی قاری ص۱۱۴)
ترجمہ: جس حدیث کی سند سے ایک راوی ساقط ہو اسے منقطع فی موضع کہتے ہیں، اور جس کی سند سے شرط مذکور کے ساتھ دو راوی ساقط ہوں اسے منقطع فی موضعین کہتے ہیں،
تو حدیث ابن عباس جس کو امام مسلم نے سیف بن سلیمان کی سند سے روایت کیا وہ حدیث منقطع فی موضعین قرار پاتی ہے،
حدیث منقطع کا حکم | حدیث منقطع کا حکم یہ ہے کہ وہ حدیث قابل استدلال نہیں، چنانچہ امام سخاوی فرماتے ہیں، وهو لا يقوم به حجّة" (فتح المغیث - ج - ا ص۱۵۴)

اور حدیث منقطع سے استدلال نہیں کیا جاتا، لہذا حدیث ابن عباس امام مسلم کی سند کے اعتبار سے منقطع فی موضعین ہے اور قابلِ استدلال نہیں، نیز امام مسلم کی سند میں سیف بن سلیمان ہے اور وہ ضعیف ہے، امام ذہبی نے میزان الاعتدال کے اندر انھیں ضعفا، میں ذکر کیا اور کہا کہ ان پر قدری ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے، نیز فرمایا کہ امام ابن عدی نے کامل میں انکا ذکر کیا اور یہ حدیث روایت کی اور فرمایا کہ عباس نے یحییٰ بن معین سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا یہ حدیث محفوظ نہیں، (میزان الاعتدال۔ ج۔ ۳۔ ص ۲۵۵)

اور اس حدیث کو امام دارقطنی نے محمد بن مسلم کی سند سے بھی روایت کیا لیکن حدیث کی اس سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے، کیونکہ اس سند میں محمد بن مسلم راوی ضعیف ہے امام احمد بن حنبل نے اسے ضعیف کہا، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، وضعّف احمد بن حنبل محمد بن مسلم۔ (عمدۃ القاری۔ ج۔ ۱۳ ص ۲۴۵)

لیکن امام بیہقی نے اپنی کتاب "الخلافیات" میں امام طحاوی کی تردید کرتے ہوئے اس بات کا اشارہ کیا کہ قیس بن سعد کا عمرو بن دینار سے سماع ثابت ہے اور اس روایت سے استدلال کیا جو اس سند سے مروی ہے، وہب بن جریر عن ابیہ قال سمعت قیس بن سعد یحدث عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس، اور پھر فرمایا کہ کوئی بعید نہیں کہ قیس نے اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث بھی عمرو بن دینار سے روایت کی ہو چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، ورد البیھقی فی الخلافیات علی الطحاوی واشار الی ان قیسًا سمع من عمرو واستدل علی ذلک بروایۃ وھب بن جریر عن ابیہ قال سمعت قیس بن یحدث عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ فذکر المحرم الذی وقصتہ ناقتہ، ثم قال البیھقی، ولا یبعد ان یکون لہ عن عمرو غیر ھذا، (عمدۃ القاری۔ ج۔ ۱۳ ص ۲۴۵)

جواب امام بیہقی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد گرامی کا جواب یہ ہے، کہ وہب بن جریر کی اس روایت سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیس بن سعد نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے سنی ہو، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں۔

قلت لم يصرح احد من اهل هذا الشان فيما علمنا ان قيسًا سمع من عمرو ولا يلزم من قول جرير سمعت قيسًا يحدث عن عمرو ان يكون قيس سمع ذلك من عمرو ۔ (عمدۃ القاری ۔ج ۔۱۳ صـ۲۴۵)

ترجمہ: (امام عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ محدثین میں سے کسی نے عمرو بن دینار سے قیس بن سعد کے سماع کی تصریح نہیں کی اور جریر کے قول "میں نے قیس سے سنا وہ عمرو بن دینار سے حدیث بیان کرتے ہیں" سے لازم نہیں آتا کہ قیس بن سعد نے حدیث مذکور وقصتہ ناقتہ عمرو بن دینار سے سنی ہو،

کیونکہ "یحدث عنہ" سماع بلا واسطہ کو مستلزم نہیں ہے اور اس حدیث کو امام شافعی علیہ الرحمتہ نے ابراہیم بن محمد عن ربیعہ ابن عثمان کی سند سے روایت کیا تو اس روایت میں بھی ضعف ہے، کیونکہ ابراہیم اسلمی (جن سے یہ روایت ہے) پر کذب کا الزام عائد کیا گیا ہے، اور اس کے علاوہ ربیعہ بن عثمان بھی منکر الحدیث ہے، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، رواہ الشافعی عن ابراهيم بن محمد عن ربيعة بن عثمان وابراهيم هو الاسلمی مكشوف الحال مرمی بالكذب وغيره من المصائب وربيعة هذا قال ابو زرعة ليس بذلك، وقال ابو حاتم منكر الحديث، (عمدة القاری ۔ج ۔۱۳ ۔صـ۲۴۵)

اور یہ حدیث حضرت ابوہریرہ، عمر، ابن عمر، زید بن ثابت، ابوسعید خدری، سعد بن عبادہ، عامر بن ربیعہ، سہل بن سعد، عمارۃ، عمرو ابن حزم، مغیرہ بن شعبہ، بلال بن الحارث، سلمہ بن قیس، انس بن مالک، تمیم داری، زینب بنت ثعلبہ، رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، چنانچہ اسناد کے ساتھ وہ احادیث ملاحظہ ہوں،

حدیث نمبر ۱ عن ابی هريرةؓ قال: ان النبی صلی الله عليه وسلم قضى باليمين مع الشاهد، رواه ابوداؤد، قال حدثنا احمد بن ابی بكر ابو مصعب الزهری حدثنا الدراوردی عن ربيعة بن ابی عبد الرحمٰن عن سهيل بن ابی صالح عن ابيه: عن ابی هريرة واخرجه الترمذی ايضًا، وقال حديث حسن غريب ۔

(عمدة القاری ۔ ج ۔۱۳ ۔ صـ۲۴۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ فرمایا، (امام عینی فرماتے ہیں) اس حدیث کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا اور (دونوں نے) کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وقال صاحب المظهری: رواه الشافعي واصحاب السنن وابن حبان، (مظهری۔ج۔۱ ص۴۲۵) وقال ابن ابي حاتم في علل الحديث سألت ابي وابا زرعة عن حديث رواه ربيعة عن سهيل ابن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة، ان النبي صلى الله عليه وسلم قضى بشاهد ويمين، فقالا هو صحيح، قلت يعني انه يروى عن ربيعة هكذا۔ قلت، فان بعضهم يقول۔ عن سهيل عن ابيه عن زيد بن ثابت، قالا وهذا ايضًا صحيح، (علل الحديث۔ج۔۱ ص۴۶۹)

ترجمہ: اور صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام شافعی، اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے روایت کیا ہے، اور امام ابن ابی حاتم نے علل الحدیث میں فرمایا کہ میں نے اپنے والد اور امام ابوزرعہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جس کو ربیعہ نے سہیل بن ابی صالح سے انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ فرمایا، تو انھوں نے کہا، یہ حدیث صحیح ہے، میں نے کہا یعنی یہ کہ وہ بلاشبہ ربیعہ اسی طرح روایت کرتے ہیں، میں نے کہا، کہ بعض اسکی سند اسطرح بیان کرتے ہیں، عن سہیل عن ابیہ عن زید بن ثابت، انھوں نے فرمایا اور یہ بھی صحیح ہے،

وقال القاضي في تفسيره: وروى هذا الحديث البيهقي، من حديث مغيرة بن عبد الرحمٰن ابي الزناد عن الاعرج، عن ابي هريرة، ونقل عن احمد ان حديث الاعرج ليس في الباب اصح منه۔

(مظهری۔ج۔۱ ص۴۲۵)

ترجمہ: اور قاضی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا، اور اس حدیث کو امام بیہقی نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا اور امام احمد سے منقول ہے، کہ اس باب میں (ایک گواہ کے ساتھ قسم کے باب میں) اعرج کی حدیث سے زیادہ صحیح کوئی حدیث نہیں۔

حدیث ابی ہریرہؓ کا جواب

اس حدیث ابی ہریرہ کا جواب یہ ہے کہ حدیث معلول وضعیف ہے، کیونکہ عبدالعزیز دراوردی نے سہیل بن ابی صالح سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے کہا مجھے یہ حدیث معلوم نہیں (کیونکہ سہیل بن ابی صالح کا حافظہ آخر عمر میں کمزور ہوگیا تھا) یہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے سہیل بن ابی صالح اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد بھول گئے ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے، کہ نسیان عارض ہونے کے بعد انہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہو اور اسے سنا نہ ہو، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں،

قلنا هذا الحديث معلول لان عبد العزيز الدراوردی قد سأل سهيلاً عنه فلم يعرفه، وهذا قدح فيه لان الخصم يضعف الحديث بما هو ادنی من ذلك فان قلت يجوز ان يكون رواه ثم نسيه، قلت يجوز ان يكون وهم في اول الامر وروى مالم يكن سمعه، وقد علمنا ان اخر امره كان جحوده وفقد العلم به فهو اولی وقال صاحب الجوهر النقی فيه مع نسيان سهيل انه قد اختلف عليه فرواه زهير بن محمد عنه عن ابيه عن زيد بن ثابت كما ذكره البيهقی، (عمدة القاری - ج-۱۳ صـ۲۴۶)

ترجمہ: یعنی (اس کے جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث معلول وضعیف ہے، کیونکہ عبدالعزیز دراوردی نے اس کے متعلق سہیل سے پوچھا تو انھوں نے اسے نہ پہچانا اور یہ اس (حدیث) میں عیب ہے کیونکہ مدمقابل اس سے ادنیٰ درجہ کے ساتھ حدیث کو ضعیف قرار دیتا ہے، اگر آپ یہ کہیں، کہ ممکن ہے انھوں

نے اس حدیث کو روایت کیا ہو پھر بھول گئے ہوں (امام عینی فرماتے ہیں)
میں کہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے اول امر میں انھیں وہم ہوا ہو، اور وہ حدیث روایت
کی جسے سنا نہ ہو، اور بلا شبہ ہمیں معلوم ہے کہ انھوں نے آخر امر میں اس حدیث کا
انکار کیا اور انہیں اس کا علم نہ تھا ، تو وہ (احتمال کہ انھیں وہم ہوا) اولی ہے
اور صاحب جوہر النقی نے کہا سہیل کے نسیان کے باوجود بلا شبہ اس پر اختلاف کیا گیا
ہے پس اس حدیث کو زہیر بن محمد نے سہیل سے انہوں نے اپنے والد سے انھوں
نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا، جیسا کہ اسے بیہقی نے ذکر کیا۔

اور قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وهذا الحديث رواه سهيل بن ابي صالح عن ابيه وسمعه منه ربيعة بن ابي عبد الرحمن ثم اختلط حفظه بشيخة فكان يقول: اخبرني ربيعة اني اخبرته عن ابي عن ابي هريرةؓ ذكر هذه القصة الشافعي والطحاوي عن الدراوردي،

(تفسیر مظہری۔ج۔۱ ص۲۲۵)

ترجمہ: اور اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح نے اپنے والد سے روایت کیا اور
ان سے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے سنا پھر سہیل کا حافظہ اپنے شیخ کے بارے میں
کمزور ہو گیا، تو وہ کہتے تھے مجھے ربیعہ نے خبر دی کہ میں نے انھیں اپنے باپ
سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث روایت کی، اس واقعہ کو
امام شافعی اور امام طحاوی نے عبد العزیز دراوردی سے ذکر کیا،

امام زیلعی کی طرف سے جواب

امام زیلعی نصب الرایہ میں اس حدیث ابی ہریرہ کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

واخرجه ابو داؤد ايضًا عن سليمان بن بلال عن ربيعة باسناده نحوه : وزاد فيه : قال سليمان فلقيت سهيلاً فسالته عن هذا الحديث فقال ما اعرفه : فقلت ان ربيعة اخبرني به

عنك فقال : ان كان ربيعة اخبرك به عني : فحدث به عن ربيعة عني . قال وكان سهيل اصابته علة اذهبت بعض عقله ونسي بعض حديثه ، فكان سهيل بعد يحدث به عن ربيعة عنه عن ابيه

(نصب الراية ـ ج ـ ۴ ـ ص ۹۹)

ترجمہ : اور امام ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو سلیمان بن بلال سے انھوں نے ربیعہ سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا اور اس میں یہ بات زیادہ کی کہ سلیمان نے کہا میں سہیل سے ملا اور ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا ، تو میں نے کہا بلاشبہ ربیعہ نے مجھے اس کی خبر دی آپ سے ، تو انھوں نے فرمایا اگر ربیعہ نے آپ کو مجھ سے اس حدیث کی خبر دی تو آپ اسے یوں بیان کریں (عن ربیعۃ عنی) یعنی اسے ربیعہ نے مجھ سے روایت کیا (یعنی ربیعہ کو ساقط نہ کرنا) ابوداود نے کہا کہ سہیل کو کوئی بیماری لاحق ہوئی (جس سے) ان کی عقل کمزور ہوگئی اور اپنی بعض حدیثیں بھول گئے اور اس کے بعد سہیل اسے یوں بیان کرتے تھے کہ ربیعہ نے سہیل سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ،

حدیث نمبر ۳ عن جابرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاھد ، اخرجہ الترمذی وابن ماجۃ عن عبدالوھاب الثقفی عن جعفر بن محمد عن جابر ، والترمذی ایضاً عن اسماعیل بن جعفر حدثنا جعفر بن محمد عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاھد الواحد ،

ترجمہ : حضرت جابرؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ فرمایا اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا ، اور ترمذی نے اسماعیل بن جعفر کی سند سے اسے بیان کیا (انھوں نے کہا) ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد نے اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ،

امام ابن خزیمہ اور امام ابوعوانہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں وصححہ ابن خزیمۃ وابوعوانۃ ۔ (عینی شرح بخاری ۔ ج ۱۳ ص۲۴۶)

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا جواب حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام ترمذی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کی، پہلی سند کے اعتبار سے یہ حدیث مرفوع ہے، اور دوسری سند کے اعتبار سے یہ حدیث مرسل ہے، اور عبدالوہاب ثقفی ضعیف ہے چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، قال محمد بن سعد کان ثقۃ وفیہ ضعف، یعنی وہ ثقہ تھے اور ان میں ضعف ہے، اور اس حدیث کے روایت کرنے میں ان سے زیادہ ثقہ راوی نے ان کی مخالفت کی ہے جیسا کہ امام مالک وغیرہ تو انھوں نے اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے اور صاحبِ تمہید نے فرمایا، اس حدیث کا مرسل ہونا زیادہ مشہور ہے اور امام ترمذی نے فرمایا زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور امام ثوریؒ نے اس حدیث کو عن جعفر عن ابیہ کی سند سے مرسل روایت کیا، اسی لیے (بیہقی نے) کتاب المعرفۃ میں لکھا ہے کہ امام شافعیؒ نے اس ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم کے مسئلہ میں اس حدیث سے استدلال نہیں کیا کیونکہ بعض حفاظ اس طرف گئے ہیں کہ یہ حدیث اپنی مذکورہ سند کے اعتبار سے غلط ہے،

(ھذا کلہ فی العمدۃ ۔ ج ۔ ۱۳ ص۲۴۶)

حدیث نمبر ۴ واخرج ابن عدی والبیھقی فی سننہ، من روایۃ زھیر بن محمد عن سھیل بن ابی صالح عن ابیہ عن زید بن ثابت ۔

ترجمہ: اور ابن عدی نے اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت زید بن ثابت سے سندِ مذکور (عن زہیر بن محمد عن سہیل بن ابی صالح عن زید) کے ساتھ روایت کیا ۔

حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا جواب اس حدیثِ زید بن ثابتؓ کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے منکر ہے قابلِ استدلال نہیں، چنانچہ امام طحاوی

فرماتے ہیں۔

واما حدیث عثمان بن الحکم عن زهیر بن محمد عن سهیل عن ابیه عن زید بن ثابت فمنکر ایضًا لان ابا صالح لاتعرف له روایة عن زید، (شرح معانی الآثار - ج - ۲ ص۲۳۳)

ترجمہ: اور رہی حدیث عثمان بن حکم کی زہیر بن محمد عن سہیل عن ابیہ عن زید کی سند سے تو یہ حدیث بھی منکر ہے کیونکہ ابو صالح کی زید بن ثابت سے کوئی روایت معروف نہیں۔

غرضیکہ وہ احادیث جن میں ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم کا ذکر ہے اپنی سندوں کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہیں، (کذافی العمدة: ج - ۱۳ ص۲۴۷)

علامہ حسام الدّین فرماتے ہیں۔

وذکر فی الرابع آثارًا تدل علی جواز القضاء بشاهد ویمین والآثار مطعونة،

ترجمہ: یعنی مصنّف (امام خصاف) نے چوتھے باب میں وہ احادیث ذکر کی ہیں جو ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور وہ احادیث مطعونہ ہیں،

نیز فرماتے ہیں،

ولو قضی القاضی بشاهد ویمین لا ینفذ قضاؤه۔

(شرح ادب القاضی: ج - ۴ ص۴۵۵)

ترجمہ: یعنی اگر قاضی ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کر دے تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا،

اعتراض یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ حدیث قضاء بالشاهد والیمین، حدیث مشہور ہے بلکہ متعدد صحیح سندوں سے مروی ہے، چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں،

وحدیث القضاء بالشاهد والیمین جاء من طرق کثیرة بل ثبت

من طرق صحیحۃ متعددۃ، (فتح الباری : ج ۔ ۵ ص۳۱۵)

اور امام قرطبی فرماتے ہیں :

وھو الذی لا یجوز عندی خلافہ لتواتر الآثار بہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمل اھل المدینۃ قرنا بعد قرن ۔

(احکام القرآن للقرطبی : ج ۔ ۳ ۔ ص۳۹۳)

ترجمہ : یعنی میرے نزدیک اس کے خلاف جائز نہیں اس پر دلالت کرنیوالی احادیث کے متواتر ہونے اور اہل مدینہ کے عمل کے متواتر ہونے کی وجہ سے ۔

لہذا امام ابن حجر عسقلانی اور امام قرطبی کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ "ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کی حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے اور حدیث متواتر واجب العمل ہوتی ہے ، لہذا یہ حدیث واجب العمل ہے

جواب اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ بات قابل غور ہے کہ اس حدیث کو جو مشہور کہا گیا ہے اس شہرت سے کیا مراد ہے ؟ اگر شہرت سے مراد معترض کے نزدیک شہرت ہے ، تو اس شہرت پر عمل کرنا ہمارے لیے لازم نہیں ، اور اگر شہرت سے مراد سب کے نزدیک شہرت ہے تو ہمیں یہ تسلیم نہیں کیونکہ یہ حدیث سب کے نزدیک مشہور نہیں ہے جو اس کا مدعی ہو اسے چاہیے کہ وہ بیان کرے ، رہا اسے متواتر قرار دینا تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں تواتر بالکل نہیں ، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں ، فنقول ان کان مراد ھم بھذہ الشھرۃ الشھرۃ عندھم فلا یلزمنا ذٰلك وان کان المراد الشھرۃ عند الکل فلا نسلم ذٰلك لان شھرتھا عند الکل ممنوعۃ فمن ادعی ذٰلك فعلیہ البیان (الی ان قال) والذی قال ھٰؤلا وظیفۃ التواتر فلا تواتر اصلاً ، اور اگر اس حدیث کا مشہور ہونا تسلیم کر لیا جائے تو اس سے قرآن کی نص قطعی کو منسوخ کرنا ہوگا اور یہ جائز نہیں ، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں ، ولئن سلمنا شھرتھا فالزیادۃ بھا علی القرآن لا یخرج عن کونھا نسخًا ۔

(عمدۃ القاری : ج ۔ ۱۳ ص۲۴۵)

امام ابن شبرمہ کی حضرت ابو الزناد سے گفتگو حضرت قتیبہ نے امام سفیان بن عیینہ سے روایت کیا کہ امام ابن شبرمہ (عبداللہ بن شبرمۃ بن الطفیل بن حسان الکوفی القاضی یہ خلیفہ منصور کے دور میں کوفہ کے قاضی تھے اور بہت بڑے فقیہ اور تابعی تھے اور فن روایت میں ثقہ تھے، ان کی وفات ۱۴۴ھ میں ہوئی) نے فرمایا کہ مجھ سے امام ابو الزناد (عبداللہ بن ذکوان القرشی قاضی المدینہ امام علی فرماتے ہیں، مدنی تابعی ثقۃ انکی وفات ۱۳۰ھ میں ہوئی) نے ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کے مسئلہ میں گفتگو فرمائی (ان کے نزدیک ایک گواہ کے ساتھ مدعی سے قسم لے کر فیصلہ کرنا جائز ہے) تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو تم پسند کرو۔ کہ کہیں ان میں سے ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلائے، (البقرۃ : ۲۸۲)

تو میں نے ان سے کہا کہ اگر ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ شہادۃ (گواہی) کافی ہوتی تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی "کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلائے اس دوسری کو ذکر کرنے کا کیا فائدہ، امام بخاری نے امام ابن شبرمہ کے اس قصّہ سے اس بات پر استدلال فرمایا، کہ ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت قتیبہ کے طریق سے اس قصّہ کو روایت کیا، اور اس پر یہ باب منعقد فرمایا باب الیمین علی المدعیٰ علیہ فی الاموال والحدود، کہ یہ باب ہے مدعیٰ علیہ پر قسم کے لازم ہونے کے بیان میں اموال و حدود کے اندر، امام بخاری کے اس عنوان کے تحت امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ویستلزم ذٰلك شیئین، احدهما، ان لا تجب یمین الاستظهار والثانی ان لایصح القضاء بشاهد واحد ویمین المدعی واستشها د المصنف بقصة ابن شبرمة یشیر الی انه اراد الثانی۔

(فتح الباری: ج ۔ ۵ ص ۳۱۴)

حدیث "القضاء بالشاهد والیمین" کا دوسرا جواب قسم پر فیصلہ کرنے کی حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے، کہ ان احادیث کی سندوں سے قطع نظر، اگر دیکھا جائے تو یہ

احادیث قابلِ عمل نہیں ہیں کیونکہ ان احادیث سے کتاب اللہ کے حکم کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان کہ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، اور ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم کا حکم قرآن کی اس نص قطعی کے مخالف ہے، لہذا یہ حکم جائز نہیں، اور جو احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں، وہ اخبار آحاد ہیں، اور اخبار آحاد جب نص قطعی کے معارض ہوں تو وہ متروک العمل ہوتی ہیں، کیونکہ اس سے کتاب اللہ کے حکم کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے اور خبر واحد سے کتاب اللہ کے حکم کو منسوخ کرنا جائز نہیں، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، وهم يقولون نص الكتاب العزيز في باب الشهادة رجلان فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان والحكم بشاهد ويمين مخالف للنص فلا يجوز، والاخبار التى وردت بشاهد ويمين اخبار آحاد فلا يعمل بها عند مخالفتها للنص لانه يكون نسخًا ونسخ الكتاب بخبر الواحد لا يجوز. (عمدة القاری: ج-۱۳ ص۲۴۴)

نیز حدیث قضاء بالشاہد والیمین " جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ حدیث قولِ باری تعالیٰ واستشهدوا شهيدين من رجالكم کے معارض ہے اور یہ تعارض کئی وجوہ سے پایا جاتا ہے، ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ امر بالاشہاد (گواہ لانے کا حکم) شہادۃ (گواہی) کے بارے میں مجمل ہے اور مجمل کی تفسیر لفظ کے تمام مدلول کو شامل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مجمل کی تفسیر رجلین یا رجل وامرأتین سے فرمائی، لہذا یہ تفسیر لفظ مجمل کے تمام مدلول کو شامل ہوگی، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ذٰلكم اقسط عند الله واقوم للشهادة، وادنىٰ الا ترتابوا۔

یعنی یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے، اس میں گواہی خوب ٹھیک رہیگی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شک ہو۔

یہ اس بات پر نص ہے کہ جس سے شک وریب منتفی ہوتا ہے۔ اس ادنیٰ کی یہی دو قسمیں ہیں اور اس ادنیٰ کے بعد کچھ نہیں، چنانچہ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں، قوله وكحديث القضاء بشاهد ويمين هو ما روى ابن عباس رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه

وسلم قضی بشاھد ویمین الطالب وھو معارض بقولہ تعالیٰ واستشھدوا شھیدین الآیۃ، وذٰلك من وجوہ الاول ان الامر بالاشہاد مجمل فی حق ما ھو شھادۃ ففسرہ برجلین او رجل وامرأتین وتفسیر المجمل یکون بیانًا لجمیع ما یتناولہ اللفظ، الثانی ان قولہ تعالیٰ ذٰلکم اقسط عند اللہ واقوم للشھادۃ وادنی الا ترتابوا" نص علی ان ادنی ماینتفی بہ الریبۃ ھو ھذان النوعان ولیس بعد الادنی شیئ

(حاشیۃ التلویح علی التوضیح ۔ص ۴۷۷)

اور تیسری وجہ یہ ہے جو صاحب توضیح نے بیان فرمائی،

والثالث وکحدیث القضاء بشاھد ویمین المدعی، قولہ تعالیٰ (واستشھدوا شھیدین من رجالکم الآیۃ) وعند عدم الرجلین اوجب رجلاً وامرأتین وحیث نقل الی ما لیس بمعھود فی مجالس الحکم دل علی عدم قبول شھادۃ الشاھد الواحد مع الیمین فان حضور النساء لایعھد فی مجالس الحکم ولو کانت الیمین کافیۃ مع الشاھد الواحد مقام المرأتین لما اوجب حضورھما علی ان النساء ممنوعات من الخروج وحضور مجالس الرجال، (توضیح وتلویح ۔ص ۴۷۷)

ترجمہ: کہ جیسے حدیث قضاء بشاہد ویمین المدعی قول باری تعالیٰ واستشھدوا شہیدین الآیۃ، کے معارض ہے اور (وجہ تعارض یہ ہے) کہ دو مردوں کی عدم موجودگی کے وقت اللہ تعالیٰ نے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو واجب فرمایا، اور اس حکم کو (اس چیز کی طرف نقل فرمایا جو قاضیوں کی مجلس میں معہود نہیں تو یہ ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر گواہی کو قبول نہ کرنے کی دلیل ہے، کیونکہ قاضیوں کی مجالس میں عورتوں کا آنا جائز نہیں اور اگر دو عورتوں کی جگہ ایک گواہ کے ساتھ قسم لینا کافی ہوتا تو اللہ قضاۃ کی مجالس میں عورتوں کا آنا واجب نہ فرماتا کیونکہ عورتوں

کا مردوں کی مجلس میں آنا ممنوع ہے ۔

تو ان تین وجوہ سے یہ حدیث قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت سے معارض ہے اور یہ خبر واحد ہے، اور خبر واحد جب قرآن کے معارض ہو تو وہ متروک العمل ہوتی ہے ۔ لہٰذا یہ حدیث متروک العمل ہے، کیونکہ اس سے کتاب اللہ کے حکم کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے، خبر واحد سے کتاب اللہ کے حکم کو منسوخ کرنا جائز نہیں ہے ، فقط

فقہ حنفی کی شہرۂ آفاق کتاب

بدائع الصنائع
فی ترتیب الشرائع

تالیف: علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی المتوفی ۵۸۷ھ

مترجم

پروفیسر خان محمد چاولہ

وکلاء، قضاۃ اور قانون سے متعلق حضرات کے لیے ایک ناگزیر ضرورت نفاذِ شریعت کے عمل میں ممد و معاون۔ اسلامی مدارس اور فقہِ اسلامی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے ایک اہم کتاب۔

* دیدہ زیب پنج رنگہ ڈسٹ کور، عمدہ ڈائی دار جلد
* بہترین آفسٹ طباعت، ضخامت: ۹۰۰ صفحات

قیمت: صرف ۲۲۰ روپے ۔ دس کتب سے زیادہ منگوانے پر کمیشن ۵۰%

* جلد پنجم، ششم (زیرِ طبع)

مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

نسبت روڈ ○ لاہور